نمبر ۸۸ | مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۱۵ رمضان ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

جناب چوہدری شمشاد علیخان صاحب کی افسوسناک وفات

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں:۔

۲۱ جنوری ۱۲ بجے بعد دوپہر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں تقسیم انعامات کے لئے منتظمین کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی شرکت فرمائی۔ اور دینیات میں اوّل دوئم آنے والوں نیز کھیلوں میں کامیاب ہونے والی ٹیموں کو اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمانے کے بعد ایک تقریر فرمائی۔ جو کسی آئندہ پرچہ میں درج کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز:۔

۲۱ جنوری۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت جہلم کی طرف اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے جموں کو معاملات کشمیر کے سلسلہ میں تشریف لے گئے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے ۲۰ جنوری سے مسجد اقصےٰ میں سورہ یونس سے درس دینیات شروع کیا۔

حادثہ کس طرح ہوا۔

چودھری شمشاد علی خاں صاحب آئی۔ سی۔ ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پرنیا (بہار) کی افسوسناک وفات کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مرحوم ۱۶ جنوری ۱۹۳۲ء کو پرنیا سے قریباً چالیس میل کے فاصلہ پر کیمپ میں تھے۔ کہ ایک ہندو زمیندار کے جنگل میں اس کی دعوت پر شکار کھیلنے کے لئے گئے۔ اور شام کے چھ بجے کے قریب کیمپ میں واپس پہنچے۔ مرحوم کے ساتھ وہ زمیندار بھی ہاتھی پر سوار تھا۔ زمیندار پہلے اترا۔ اور جب مرحوم اتر رہے تھے۔ زمیندار کے ہاتھ سے انہیں رائفل کی گولی لگی۔ رائفل مرحوم کی اپنی تھی۔ جو اترتے وقت آپ نے اسے پکڑائی تھی۔ گولی بائیں پھیپھڑے میں لگی۔ اور فوراً ہی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی:۔

لاش قادیان کو

چونکہ فاصلہ بہت دُور تھا۔ اور علاقہ تمام جنگلی تھا۔ اس لئے رات کے وقت لاش کو لانے کا انتظام نہ ہو سکا۔ جو ۱۷ جنوری کی صبح کو لائی گئی۔ اور پوسٹ مارٹم کے بعد اسی روز نو بجے شب گاڑی کے ذریعہ قادیان روانہ کر دی گئی۔ جو ۲۰۔ جنوری کی صبح دس بجے یہاں پہونچی۔ حکومت کی طرف سے ایک پولیس افیسر جنازہ کے ساتھ قادیان تک آیا۔ اس کے علاوہ سرکاری طور پر تمام ریلوے جنکشنوں کے سٹیشن ماسٹروں کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ لاش والی گاڑی کو فی الفور آگے روانہ کرنے کا انتظام کر دیا جائے۔ اور مطلق توقف نہ ہو۔ اسی انتظام کے متعلق قادیان ریلوے سٹیشن پر محکمانہ طور پر دو تار موصول ہوئے:۔

سٹیشن قادیان پر اجتماع

گاڑی کی آمد سے قبل اپنے معزز و محترم بھائی کے احترام کے لئے ایک بہت بڑا مجمع سٹیشن پر ہو گیا۔ سکول اور دفاتر بند کر دیئے گئے۔ جنازہ جو صندوق میں بند تھا۔ بصورتِ جلوس جس میں ہزارہا افراد شامل تھے۔ باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پہونچایا گیا ؎

تجہیز و تدفین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے خاص اہتمام کے ساتھ صفوں کی درستی کی۔ اور جنازہ پڑھانے کے بعد لاش کو کندھا دیا۔ لاش مقبرہ بہشتی میں دفن کر دی گئی۔ تدفین کے آخر تک حضور وہاں کھڑے رہے۔ اور پھر دُعا کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے ؎

مرحوم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا رؤیا

جس وقت مرحوم کو دفن کیا جا رہا تھا حضور نے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔ وفات سے تیسری رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مرحوم یہاں آئے ہیں۔ اور مجھ سے خوشی خوشی باتیں کر رہے ہیں۔ اور میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ ان کے متعلق تو فوتیدگی کی خبر آئی تھی پھر میں نے ان سے نہیں۔ بلکہ کسی اور سے پوچھا ہے۔ کہ کیا ان کے متعلق جو خبر تھی۔ وہ غلط تھی اس نے جواب دیا۔ کہ غلط تو نہیں۔ ہاں یہ زندہ ہو گئے ہیں۔ اس جگہ زمین پر بہت سے پونڈ بکھرے ہوئے ہیں۔ اور اس نے کہا۔ کہ انہوں نے یہ پونڈ صدقہ کئے تھے۔ اس لئے زندہ ہو گئے ؎

یہ رویا بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا۔ اس سے مراد بخشش اور نصرت الٰہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ وفات سے تیسری رات کا خواب ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے۔ مومن تیسرے دن زندہ ہو جاتا ہے۔ پونڈ صدقہ کرنے سے مراد وصیت کی ادائیگی ہے ؎

اولاد

مرحوم نے اپنے پیچھے ۹۔ بچے چھوڑے ہیں۔ جن میں ۵۔ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔ لڑکے سب چھوٹے چھوٹے ہیں سب سے بڑے کی عمر غالباً نو۔ دس سال ہو گی۔ سب سے بڑی صاحبزادی جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر لاہور کے عقد میں ہیں ؎

مختصر حالاتِ زندگی

مرحوم رہتک کے رہنے والے تھے۔ پہلے گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ میں تعلیم حاصل کی۔ اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ جہاں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے کلاس فیلو رہے۔ میرزا احمد بیگ صاحب انکم ٹیکس آفیسر سیالکوٹ کی تبلیغ سے آپ عقیدۃً اور بلحاظِ عمل اگرچہ پہلے ہی احمدی ہو چکے تھے۔ لیکن باقاعدہ بیعت ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء میں کی۔ اور اس کے بعد آخری دم تک پورے اخلاص اور دلی عقیدت سے اس پر قائم رہے۔ افسوس کہ مرحوم کے خاندان میں سے ابھی تک اور کوئی احمدی نہیں ہے ؎

کالج لائف میں آپ نہایت چست اور اعلیٰ درجہ کے کھلاڑی تھے۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے آنریری طور پر جنگی خدمات ادا کیں۔ اور اسی سلسلہ میں بغداد وغیرہ رہے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ محکمہ آثارِ قدیمہ میں ملازمت کی۔ اور آگرہ میں تعینات رہے۔ جب آئی۔ سی۔ ایس کے لئے آپ کا نام پیش ہوا۔ تو بورڈ نے بعض ٹیکنیکل وجوہات کی بناء پر آپ کو مؤخر کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی لکھا۔ کہ آپ کی قابلیت اور دوسرے حالات ایسے ہیں کہ اگر اپنے خرچ پر آپ ولایت جانا چاہیں۔ تو ہم سفارش کرتے ہیں۔ چنانچہ مرحوم خود انتظام کر کے انگلستان گئے۔ اور نہایت نمایاں طور پر کامیاب ہوئے۔ اور اس طرح یہ فائدہ بھی ہوا۔ کہ آپ کو ابتداً ہی اسی گریڈ میں لے لیا گیا۔ جو انگلستان سے براہِ راست بھرتی ہونے والوں کے لئے مقرر ہے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ ملازمت ابھی تھوڑی یعنی صرف نو سال کے قریب ہی تھی۔ مگر آپ قریباً دو ہزار ماہوار تنخواہ لے رہے تھے۔ آپ نہایت قابل اور منتظم افسر تھے۔ اور افسرانِ بالا ہمیشہ آپ کے کام سے خوش اور مطمئن رہے ؎

پسماندگان سے ہمدردی

اس حادثہ جانکاہ کے متعلق ہم مرحوم کے تمام متعلقین اور رشتہ داروں سے ساری جماعت کی طرف سے اظہار ہمدردی کرتے۔ اور یقین دلاتے ہیں۔ کہ اس صدمہ کا جماعت کے ہر فرد کے دل میں گہرا احساس ہے۔ جماعت اظہارِ ہمدردی کے علاوہ جو کچھ کر سکتی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ مرحوم کے پسماندگان کے صبر کے لئے۔ اور مرحوم کے مدارج کی ترقی کے لئے دُعا کرے۔ جس کے لئے ہم درخواست کرتے ہیں ؎

خطاب بہ قادیان

اے کہ تجھ کو قادیاں کہتے ہیں عُرفِ عام میں — اے کہ سامانِ ہدایت ہے ترے پیغام میں
موجزن تیری زمیں میں نور کا سیلاب ہے — تجھ میں خوابیدہ ضیائے مہرِ عالمتاب ہے
ہند کی اندھیر نگری میں مہِ کامل ہے تو — بہرِ تاریکی پیامِ موت کا حامل ہے تو
عرش سے آئے ملک تجھ کو بچانے کے لئے — چُن لیا دُنیا نے جب تجھ کو مٹانے کے لئے
ذرہ ذرہ مجھ کو آتا ہے نظر اک لالہ زار — دیکھتا ہوں جب کبھی تیرے شہیدوں کے مزار
دے رہا ہے آسماں درسِ جہانبانی تجھے — مل چکی ہے خاتمِ دشتِ سلیمانی تجھے
آئیں گے شاہانِ دُنیا اس جگہ لیکر خراج — ہاں یہیں پاؤں میں کچلا جائیگا کسریٰ کا تاج
ہائے! اس محبوب کی بستی سے ہوں اس دم جُدا — جس پہ مر مٹنا ہے میری زندگی کا مدعا
اے مرے محمود مرزا! مہرِ انوارِ یقیں — تُو نے الفت سے بنایا "میری دُنیا" کو حسیں
رُوح ہوتی ہے مری بیدار تیرے نام سے — باعثِ تسکینِ خاطر یاد تیری ہے مجھے
ہیں دمِ تقریر یُوں الفاظ تیرے آشکار — موتیانِ آسماں کا جس طرح پیہم اُتار
اُن کی محفل میں تبسم! جب کبھی جاتا ہوں میں — آہ! سینے پر نیا اک داغ لے آتا ہوں میں

عبدالرشید مہتمم متعلم اسلامیہ کالج لاہور

ریویو انگریزی کے وی۔ پی

انگریزی ریویو آف ریلیجنز جس کی توسیع اشاعت کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسہ سالانہ پر تاکید فرمائی تھی۔ اس کا پرچہ بابت ماہ جنوری شائع ہو گیا ہے۔ آرٹیکل۔ پیر مولانا جلال الدین صاحب شمس مبلغ فلسطین وحیفا کی عربی البابح میں تقریر ہے۔ اس سال کا چندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۸ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۲ء جلد ۱۹

مُسلمانوں میں احراریوں کی فتنہ انگیزی

ذاتی اغراض کی خاطر مُسلمانوں کو آپس میں الجھانے کی مذموم سعی

احراریوں کا دعویٰ

اخبار "احرار" نے جو "مجلس احرار" کا ترجمان کہلاتا ہے۔ اپنے ۱۶ - جنوری کے پرچہ میں یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ

"جب سے مجلس احرار کا قیام ہُوا ہے۔ ہمارے پیشِ نظر یہی چیز رہی ہے۔ کہ ملت کی ان جماعتوں سے بھی تصادم و تنازع کا کوئی موقعہ نہ آئے۔ جن کے عقائد ہم سے بالکل مختلف ہیں۔ اور بحمد اللہ ہمیں اس کوشش میں بے حد کامیابی ہوئی ہے"۔

اگرچہ احراری چند ماہ کی مخلوق ہیں۔ تاہم انہوں نے رونما ہوتے ہی جو روش اختیار کی۔ اور جس پر وُہ اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔ اسے پیشِ نظر رکھتے ہُوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا الفاظ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے۔ وُہ نہ صرف بے بنیاد ہے۔ بلکہ نہایت ہی مضحکہ خیز بھی ہے:

احراری کس طرح پیدا ہُوئے

احراریوں کا اپنا بیان ہے۔ کہ:-

"جب خلافت کی تحریک کا اگلا سا زور شور نہ رہا۔ اور ملت کی توجہ اس مجلس کی جانب سے ہٹ گئی۔ تو ہم نے پنجاب میں اربابِ حریت کی ایک نئی مجلس قائم کرنے کا ارادہ کیا لیکن مدت تک یہ خیال صورت پذیر نہ ہو سکا۔ اور ہم کانگرس سے وابستہ رہ کر ملک و قوم کی خدمت کرتے رہے۔ . . . .

. . . آخر جولائی ۱۹۳۱ء میں زیرِ صدارت مولانا حبیب الرحمٰن لدھانوی مجلس احرار کی کانفرنس کی گئی"!

ان سطور سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ احراری اگرچہ تحریک خلافت کی ناکامی کے وقت سے ہی اپنے لئے کوئی اور میدان تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن انہیں اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ ناکامی کی وجہ یہ تھی۔ کہ مسلمانوں کو تحریک خلافت میں جو چرکے لگے تھے۔ وُہ بالکل تازہ تھے۔ مسلمان نہ صرف خلافتیوں کی تحریکِ ہجرت کی وجہ سے بے حد جانی و مالی نقصان اٹھا چکے۔ علاوہ اپنی عزت و آبرُو بھی برباد کر چکے تھے۔ بلکہ ان پر واضح ہو چکا تھا۔ کہ ان کی راہ نمائی کے دعوے دار اور ان سے جان و مال قربان کر دینے کا مطالبہ کرنے والے لیڈر خود کس طرح قومی اموال سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اور آخر خلافت کا لاکھوں روپیہ کس طرح دیکھتے دیکھتے تباہ و برباد کر دیا گیا:

ان وجوہات سے چونکہ لیڈری کے خواہشمند احراریوں کے قدم جمنے مشکل تھے۔ ادھر انہیں مفت خوری کی جو چاٹ لگ چکی تھی۔ وُہ خاموش نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ اس لئے ایسے لوگ بقول خود "کانگرس سے وابستہ" ہو گئے۔ اور اس طرح "قوم و ملک کی خدمت" کا نقاب اوڑھ کر مسلمانوں کا خون چوستے رہے۔ آخر جب دیکھا۔ کہ مسلمان کانگرس سے قطعاً مایوس ہو چکے ہیں۔ اور اسے اپنے سیاسی حقوق و مطالبات کا دشمن سمجھتے ہیں۔ تو یہ خیال کر کے کہ "کانگرس سے وابستہ" رہ کر مسلمانوں کو مُنہ دکھانا ممکن نہیں۔ کانگرس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور پھر مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کی کوئی صُورت سوچی جانے لگی:

مغلپورہ کالج کا قضیہ اور احراری

ابھی ایام میں مغل پورہ انجنیرنگ کالج کا جھگڑا چل رہا تھا۔ احراری جو بے کاری اور بے روزگاری سے تنگ آئے ہُوئے تھے۔ اس میں کُود پڑے۔ اور بے سر و پا دعووں۔ بے بنیاد اعلانوں۔ اور بے حقیقت دھمکیوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے لیکن آخر اس ہنگامہ کا جو شرمناک انجام ہُوا۔ اور جس طرح حکام کے آگے پیشانیاں رگڑی گئیں۔ وُہ سب جانتے ہیں۔ اور احراری بھی اس سے ناواقف نہیں چنانچہ "احرار" (۱۹ جنوری) احراریوں کے متعلق یہ سرٹیفکیٹ خود شائع کر چکا ہے۔ کہ:-

"شکست کے بعد شکست خوردہ لیڈر ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ پروپیگنڈا کی رنگ آمیزیوں سے حقیقت پر پردہ ڈالا جائے چنانچہ مغلپورہ کالج ایجی ٹیشن کے معاملہ میں اسی ذلیل ترین حربے سے امداد لی گئی۔ اور وُہ ذلت جس کو فتح و کامرانی کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا تھا۔ حقیقت میں ایک ایسی شکست تھی۔ کہ اس سے زیادہ واضح کوئی شکست نہیں ہو سکتی"۔

احراریوں کی طرف سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخالفت

یہ تو ہے۔ احراریوں کی سابقہ سرگرمیوں کا نہایت ہی مجمل اور نا تمام سا خاکہ۔ اب تحریک کشمیر کے سلسلہ میں جو کچھ وُہ کر رہے ہیں۔ اور اصل کام کو محض شور و شر کے دامن میں چھپا کر فرقہ وارانہ فتنہ پردازی کے لئے سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ وُہ بالکل ظاہر ہے۔ احراریوں نے اس وقت تک بارہا یہ اعلان کیا۔ کہ انہوں نے تحریک کشمیر میں دخل ہی اس لئے دیا ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر امام جماعت احمدیہ ہیں۔ جن سے انہیں مذہبی اختلاف ہے۔ اور وُہ نہ صرف ان کے ساتھ مل کر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے جو کچھ وُہ کریں۔ اس کے رستہ میں روڑے اٹکانا اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ احراری شروع دن سے اسی بنا پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی قدم قدم پر مخالفت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے مخالفت کر رہے ہیں۔ کہ اس میں ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے لوگ شامل ہیں اس طرح گویا وُہ تمام فرقوں کی متحدہ کمیٹی سے تصادم و تنازع پیدا کر کے ان سب کو دعوتِ جنگ دے رہے۔ اور مسلمانوں میں نہایت شرمناک فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ہی سادگی ہے۔ اس طریقِ عمل کے باوجود دعویٰ یہ کیا جا رہا ہے۔ کہ احراریوں کے پیشِ نظر شروع دن سے یہی چیز رہی ہے۔ کہ ملت کی اُن جماعتوں سے بھی تصادم و تنازع کا کوئی موقعہ نہ آنے جن کے عقائد ان سے بالکل مختلف ہیں۔ اور اس میں بے حد کامیابی ہوئی ہے:

احراری اگر مُسلمانانِ کشمیر کی امداد کرنا چاہتے

اگر احراریوں کے مدنظر مسلمانانِ ریاست جموں و کشمیر کے لئے کچھ کرنا ہوتا۔ تو ان کے لئے ضروری تھا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی جس کی غرض محض مسلمانانِ ریاست کی

کی مظلومیت کا انسداد کرنا ہے۔ اور

با اثر اور معزز اصحاب شریک ہیں

لیکن اگر اس طریقِ کار سے انہیں ا

سے مسلمانانِ ریاست کی امداد

لئے الگ کوشش شروع کر

اور مسلمانان ریاست کی ہمدردی سے مجبور ہوکر یہ راہ اختیار کرتے تو ان کے سامنے کام کرنے کا اتنا وسیع میدان ہوتا۔ اور ان کے کانوں میں مظلومین ریاست کی آہ وزاری کی اتنی آوازیں آتیں۔ کہ ان کے لئے کسی اور طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ رہتی۔ جیسا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا۔ کہ باوجود روز بروز احراریوں کی بڑھتی ہوئی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کے ہر موقعہ پر تحریک کشمیر میں ان سے تعاون کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ بلکہ اپنی ماتحت انجمنوں کو اس کے لئے احکام بھی جاری کئے ؛

احراریوں نے کیا کیا

لیکن احراریوں نے کیا۔ تو یہ کیا۔ کہ بے چارے مسلمانان ریاست کی مظلومیت کو توجتھہ بازی کے شور و شر میں دفن کر دیا وہاں کی بیواؤں اور یتیموں کی آہ وزاری کو نذرِ تغافل کر دیا مسلمانان پنجاب کو جان و مال کے زیان میں مبتلا کر دیا۔ اور خود فرقہ وارانہ فتنہ انگیزی کے ذریعہ عوام کو مشتعل کر کے جلب زر میں مصروف ہو گئے۔ اور اسی کو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ اس کے سوا بتائیں۔ ان کے نامۂ اعمال میں کوئی بات ایسی بھی ہے جس نے کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانان ریاست کو فائدہ پہونچایا ہو۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ اور دوسری طرف آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور جماعت احمدیہ کی تہذیب و شرافت سے گری ہوئی مخالفت کے داغ ان کی پیشانیوں پر نظر آ رہے ہیں۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کا سارا شور و شر مسلمانان ریاست کی ہمدردی اور خیر خواہی سے دور کا بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور جس ہنگامہ آرائی میں وہ مصروف ہیں۔ وہ محض ذاتی اغراض کی خاطر نہیں

"انٹی قادیان ڈے" منانے کا اعلان

جماعت احمدیہ کوئی آج قائم نہیں ہوئی۔ اور نہ قادیان کا نام احراریوں نے اب سنا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمانانِ جموں و کشمیر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ سالہا سال کی عادی حکومت انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہی ہے بیواؤں اور یتیموں کی جگر خراش صدائیں۔ ان کے گھروں سے بلند ہو رہی ہیں۔ بوڑھے ماں باپ اپنے نوجوان لڑکوں کو یاد کر کے لہو کے آنسو بہا رہے ہیں۔ احراریوں کو ان کا تو کچھ بھی خیال نہیں۔ اور لاکھوں روپے جو اس وقت تک وہ مسلمانوں سے وصول کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک پیسہ بھی ان مظلومین پر انہوں نے خرچ نہیں کیا۔ نہ ان کی امداد کی کوئی صورت اختیار کی ہے لیکن "دھوم دھام سے انٹی قادیان ڈے" منانے کے اعلان کئے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ عام لوگوں کی توجہ کو اس طرف سے ہٹا کر کہ احراری مسلمانانِ ریاست کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ جس قدر روپیہ انہیں وصول ہوتا ہے اسے کہاں صرف کر رہے ہیں۔ اور مزید روپیہ کا مطالبہ کیوں کر رہے ہیں۔ انہیں فتنہ انگیزی میں الجھائے رکھیں۔ چنانچہ "انٹی قادیان ڈے" کے متعلق جو اعلان کئے گئے۔ اور اس دن کے لئے جو پروگرام شائع کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ احراریوں کی اصل غرض خواہ مخواہ جماعت احمدیہ سے الجھنا۔ عوام کو عقائد کے اختلاف کی بنا پر مشتعل کر کے فتنہ پیدا کرنا۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی مسلمانان ریاست کی بہتری اور بھلائی کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اسے نقصان پہونچانا۔ اور اس طرح مسلمانوں سے حاصل کردہ روپیہ کو جس کی تعداد لاکھوں تک پہونچ چکی ہے ہضم کرنا ہے ؛

احراریوں کی طرف سے تصادم و تنازع

ورنہ اس وقت جبکہ مسلمانان ریاست تمام مسلمانوں کی متحدہ امداد کے بے حد محتاج ہیں جبکہ وہ اپنی حالت زار پیش کر کے بار بار یہ درخواست کر رہے ہیں۔ کہ کسی قسم کا فرقہ وارانہ جھگڑا نہ کھڑا کیا جائے۔ اور جبکہ وہ متعدد بار ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر معہ اپنے نمائندوں کے یہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے انہیں نہایت قابل شکر امداد دی ہے۔ اور وہ اس کی خدمات کے معترف ہیں۔ تو یہ اعلان کرنے کا کونسا موقعہ ہے۔ کہ "تمام مشائخ۔ آئمہ مساجد۔ علماء دیو بند۔ علماء فرنگی محل۔ علماء ڈابھیل و دیگر علماء ملت کو اس فتنہ سے خبردار کیا جاتا ہے کہ قادیانیوں نے جو یورش اسلام پر کر دی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو بچائیں۔ ان کے اثر کو ہر طریق سے زائل کریں"؛

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں۔ کہ احراری نہ صرف خود جماعت احمدیہ سے اختلافِ عقائد کی بنا پر تصادم و تنازع کر رہے ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے مولویوں۔ اور عام لوگوں کو بھی اپنی فتنہ انگیزی میں شریک کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ تمام علماء کو معلوم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے عقائد کی صداقت ثابت کرنے سے نہ کبھی پہلے گھبرائی ہے۔ اور نہ آئندہ گھبرا سکتی ہے۔ جو لوگ اس بارے میں تبادلہ خیالات کرنا چاہیں۔ وہ بڑی خوشی سے جس وقت چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمانانِ ریاستِ کشمیر مسلمانان ہند کی متحدہ امداد کے محتاج ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے خلاف لوگوں کے مذہبی جذبات بھڑکانے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان آپس میں ہی الجھتے رہیں اور اغیار مسلمانوں کا صفایا کرنے میں مصروف رہیں ؛

مسلمان غور کریں

یہ ہے احراریوں کا وہ طریق عمل جس پر ان کو ناز ہے۔ اور جس کے ہوتے ہوئے وہ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ کسی جماعت کے ساتھ عقائد کے اختلاف کی وجہ سے انہوں نے تصادم اور تنازع کا کوئی موقعہ نہیں آنے دیا۔ اب یہ دیکھنا دور اندیش اور عقلمند مسلمانوں کا کام ہے۔ کہ احراریوں کی صلح پسندی کا دعوےٰ کہاں تک قابلِ تسلیم ہے اور ان کی موجودہ روش مسلمانوں کے لئے کس قدر تباہ کن ہے۔ ہم بھی اس بارے میں ان کی مزید راہ نمائی کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ ؛

جموں میں احراریوں کی قبولیت کی حقیقت

اخبارات میں اعلان کرایا گیا ہے۔ کہ ۱۶۔ جنوری بروز جمعہ جموں کے دس ہزار مسلمانوں نے مجلس احرار کو مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت تسلیم کرنے کی دعوت کو خلوص دل سے قبول کر لیا۔ اور با آواز بلند پکار اٹھے۔ کہ جو مطالبات مجلس احرار اسلام نے کئے ہیں۔ وہی ہمارے ہیں۔ اس کے متعلق جب مسلمانان جموں کے ایک معزز و موقر لیڈر اور نمائندہ سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے پُر زور تردید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس جلسہ کی کیفیت صرف اتنی ہے کہ ایک شخص مولوی محمد حسین نماز جمعہ کے بعد جماعت احمدیہ کی مخالفت کی آڑ میں فرقہ وار سوال پیدا کر کے ڈوگرہ حکومت کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ مگر پبلک نے اسے بولنے سے روک دیا۔ اور بیٹھنے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد مولوی محمد اسحاق صاحب نے تقریر کی جس میں کہا۔ کہ بے شک احراری ہمارے لئے قید ہوئے ہیں۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ یہ اسی کا کام ہے۔ کہ انگلستان اور دیگر مغربی ممالک تک ہماری مظلومیت کی داستان کو نہایت کامیابی کے ساتھ پہونچا دیا ہے بات یہ ہے۔ کہ احراری محض بے سروپا باتیں لکھ کر کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کا دھندا چلتا رہے۔ لیکن تا بکے۔ بہت جلد ان کی حقیقت سب مسلمانوں پر کھل جائے گی۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ احراریوں نے سوائے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے اور کچھ نہیں کیا ؛

خلیفہ عبدالرحیم صاحب کی حق تلفی

اگرچہ دلال کمیشن نے بھی ریاست کشمیر کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی قلت محسوس کرتے ہوئے مسلمانوں کو زیادہ اسامیاں دینے کی سفارش کی تھی۔ اور ریاست کا بھی یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو کافی ملازمتیں دے رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس وقت بھی جبکہ مسلمانانِ جموں و کشمیر ریاست کی ناانصافیوں اور ستم کوشیوں سے تنگ آ کر آہ و فغاں سے آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ حالت ہے۔ کہ مسلمان ملازمین کو بے بنیاد بہانوں سے نکالا جا رہا ہے۔ اس کی بالکل تازہ مثال خلیفہ عبدالرحیم صاحب کی ہے۔ جنہوں نے اس وقت تک نہایت اہم ذمہ واری کے عہدوں پر نہایت قابلیت سے کام کیا۔ اور جن کی ملازمت کا ریکارڈ نہایت شاندار ہے۔ مگر انہیں تخفیف کے بہانہ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ تخفیف کے سلسلہ میں جو اور تغیرات کئے گئے۔ ان میں کئی ایک ہندو ملازمین کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں۔ گویا

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعودؑ پر رسول کریمؐ کی اہانت کا ناپاک الزام

بدیگر دلبرے کارے ندارم ٭ کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ (مسیح موعود)

دیوبندی مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اشتہار ندائے ایمان کے مقابل پر "صدائے ایمان" کے نام سے ایک مضمون "زمیندار" ۱۷ر نومبر میں شائع کرایا ہے۔ جس میں اپنی کوتاہ فہمی کے نہایت عجیب و غریب مظاہرے کئے ہیں ٭

حضرت مسیح موعود کی اسلامی خدمات

اگر سنجیدگی اور متانت سے آج اسلام کے بدترین دشمنوں سے بھی دریافت کیا جائے۔ تو وہ اس رائے کا اظہار کرنے میں پس و پیش نہیں کریں گے۔ کہ موجودہ صدی میں اسلام اور قرآن کی اگر مسلمانوں میں سے کسی نے خدمت کی ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت ہی ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ علماء رسوم دین حنیف سے بیگانہ محض تھے۔ جب اغیار کے پیہم حملوں سے ان کی کمر ہمت ٹوٹ چکی تھی۔ جب خدا اور اس کے رسول کا نام ان کی زبانوں پر تھا۔ دل ان سے کورے تھے۔ اس زمانہ میں جبکہ عیسائیت اپنے تمام حربوں کے ساتھ اسلام پر حملہ آور تھی۔ اور جبکہ قصر اسلام ہر طرف سے عدوان ملت کے نرغہ میں گھرا ہوا تھا۔ اگر کوئی پہلوان میدان میں اترا۔ اگر کسی نے مخالفین اسلام کے چھکے چھڑائے۔ اگر کسی نے مسلمانوں کو عیسائیت کے پھندے سے بچایا۔ اور اسلام کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت کی۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے۔ آپ نے اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی ایسا اشد معاند بھی براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوا۔ کہ اس کا مصنف اسلام کی مالی جانی لسانی اور قلمی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتا ہے۔ اور اس نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو تیرہ سو سال کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔ مگر افسوس ہے۔ مسلمانوں میں ایسے قدر ناشناس لوگ بھی پائے جاتے ہیں جنہوں نے اپنے محسن کے عظیم الشان احسانات کو دیکھتے ہوئے سمجھا تو یہ سمجھا اسلام کا دشمن سمجھا۔ اور جو زندگی کے ہر لحظہ میں خدائے پاک کے عشق اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں محو رہتا تھا۔ اسے دین قیم کا عدو قرار دیا۔ حالانکہ اگر اسلام کا دشمن ایسا انسان کہلا سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل عاشق اور دین اسلام کا سچا خادم ہو۔ تو بخدا اسلام کو ایسے ہی دشمنوں کی ضرورت ہے۔

رسول کریمؐ سے حضرت مسیح موعود کی محبت

معترض کا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ کیا وہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف ایک لفظ بھی کہہ سکتا ہے۔ جس کا عقیدہ یہ ہو۔ کہ ؎

"وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ٭ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ٭ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم ٭ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم ٭ کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

کیا ایسے شخص کے متعلق ایک لمحہ بھر کے لئے بھی یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر سکے۔ بایں ہمہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان چند باتوں کا جواب دیدیا جائے جنہیں نہایت بددیانتی کے ساتھ پیش کر کے مخالفین احمدیت عوام کو دھوکہ دینے اور مشتعل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور یہی طریق دیوبندی مولوی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

نشانات اور معجزات کی تعداد پر اعتراض

"قادیان کا متبنی اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں سرور کائنات جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد کل تین ہزار بتلاتا ہے لیکن براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۵۶ پر خود اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بیان کی ہے۔ گویا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی عظمت و شان میں اس مفتری سے ۳۳۳ درجہ کم ہوئے"

تحفہ گولڑویہ کی عبارت جس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ یہ ہے۔

"پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں۔ بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتاب تریاق القلوب میں مندرج ہیں پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا۔ کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا ذکر نہ کرے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کا بار بار ذکر کرے۔ کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ یا مثلاً حضرت مسیحؑ کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے۔ اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے۔ کہ کیوں صاحب وہ وعدہ پورا ہو گیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا۔ کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے۔ جو میں پھر واپس آؤں گا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹ و ۴۰)

اس عبارت کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین ہزار معجزات کا ذکر کیا ہے۔ تو اپنے لئے صرف سو سے زیادہ پیشگوئیاں قرار دی ہیں۔ اور یہ نسبت ہرگز ایسی نہیں۔ جو کسی انسان کے نزدیک بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والی ہو۔

دوسری جگہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نشانات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔

"جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے۔ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا۔" (بدر ۹ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء)

نیز براہین احمدیہ حصہ پنجم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں۔ جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے" ۵۶

نشان اور معجزہ میں فرق

ان ہر دو حوالوں پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو تین ہزار معجزات کا ذکر کیا۔ اور اپنے لئے کئی لاکھ نشانوں کا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نشان اور معجزہ میں فرق ہے۔ نشان عام لفظ ہے۔ مگر معجزہ خاص یعنی ہر معجزہ نشان ہوتا ہے۔ مگر ہر نشان معجزہ نہیں ہوتا۔ پس بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین ہزار معجزات کا ذکر کیا گیا۔ اور اپنے لئے کئی لاکھ نشانات کا۔ مگر ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک پیشگوئی ہزاروں بلکہ لاکھوں نشانات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک نشان کئی پیشگوئیوں کا حامل نہیں ہوتا۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے مندرجہ بالا حوالہ سے بھی یہ بات ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند پیشگوئیوں کو دس لاکھ سے زیادہ نشانات پر مشتمل قرار دیا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کی بیان کردہ تعداد کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد سے مقابلہ کرنا حد درجہ کی جہالت ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین لاکھ نشانات باعتبار افراد کے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات باعتبار صنف و قسم کے۔ اس لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کروڑوں سے بھی زیادہ نشانات ہو سکتے ہیں۔

مسیح موعود کو اپنے معجزات کے کم ہونیکا اعتراف

معلوم ہوتا ہے معترض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے بالکل ناواقف ہے۔ کیونکہ اگر اس نے احمدیہ لٹریچر پڑھا ہوتا۔ خواہ اعتراض کرنے کی نیت سے ہی۔ تو بھی ایسا بیدا اور مفسدانہ نتیجہ

اعتراض پیش نہ کرتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نہایت واضح الفاظ میں اپنے معجزات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے مقابلہ میں کم قرار دے چکے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

"اگر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا۔ کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے۔ کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے۔ کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶)

تمام معجزات رسول کریمؐ کے ہی ہیں

پھر اصل بات تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات ونشانات بھی درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ونشانات ہیں۔ کیونکہ آپ نے اسلام کی تائید اور صداقت میں جس قدر بھی نشان دکھائے ہیں۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہی حاصل ہوئے۔ چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے ؎

"سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا"

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خواہ کتنے لاکھ نشانات ہوں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کچھ نہیں۔ جس طرح غلام کا مال آقا کا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سرور دو عالمؐ کی غلامی میں جو کچھ حاصل ہوا۔ وہ آقا کا ہی ہے۔

ناظرین غور فرمائیں۔ اس صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر توہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتراض کرنا صریح بددیانتی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

ایک اور اعتراض

دیوبندی مولوی صاحب نے ایک یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ آیت کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین لازم آتی ہے۔

جواب

افسوس ہے۔ کہ اس بارے میں بھی دھوکہ دینے سے احتراز نہیں کیا گیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو۲ بعثتیں قرار دی ہیں۔ اور قرآن کریم سے یہ ثابت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۹۴)

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو بعث ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرمایا۔ کہ یہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ آپ کے دوسرے بعث کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ تو اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کیونکر متصور ہو سکتی ہے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تکمیل ہدایت ہوئی تھی۔ مگر تکمیل اشاعت ہدایت دوسری بعثت سے متعلق تھی۔ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا۔ کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا۔ کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی۔ لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی۔ . . . . اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کی ضرورت ہوئی۔" (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱)

یہ دوسرا بعث درحقیقت مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"جبکہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا۔ کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض صحابہؓ پر جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہو گا۔ اور اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہو گا" (تحفہ گولڑویہ ص۹۴)

ان تشریحات سے ظاہر ہے۔ کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ والی آیت اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی ہے مگر اس کا پورا ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے بعث میں مقدر تھا۔ اور وہ دوسری بعثت مسیح موعود کے زمانہ میں بروزی رنگ میں ہوئی۔ پس اس آیت کے حقیقی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس آیت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی توہین کی ہے۔

پہلے مفسرین کا بیان

پہلے مفسرین میں سے بھی بعض نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اس کا کامل ظہور مسیح موعود کے وقت ہو گا۔ گو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ بھی اسلام کے سامنے تمام ادیان کو مات کر دیا۔ چنانچہ روح المعانی میں لکھا ہے۔

لیظھرہ علی الدین کلہ۔ لیعلیہ علی جمیع الادیان المخالفۃ۔ وقد انجز اللہ عزوجل وعدہ حیث جعلہ بحیث لم یبق من الادیان الا ھو مغلوب مقھور بدین الاسلام وعن مجاھد اذا نزل عیسیٰ علیہ السلام لم یکن فی الارض الا دین الاسلام (جلد۴ ص۶۲)

یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کر دیگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ وعدہ پورا فرما دیا مگر مجاہد کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے وقت اس کا کامل ظہور ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ میں بھی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے: "یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ خاکسار اپنی غربت وانکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو۲ پھل ہیں۔ اور بحدے اتحاد ہے۔ کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔ اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے۔ اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی انجیل توراۃ کی فرع ہے۔ اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے۔ کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا تاج ہے۔ اگر وہ حامد ہیں۔ تو وہ احمد ہیں۔ اگر وہ محمود ہیں۔ تو وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے" (حصہ ۴ ص۴۹۹)

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے باوجود اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر رتبہ کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔ اور اپنے آپکو احقر خادمین میں شامل بتایا ہے۔

دیوبندیوں کی طرف سے ہتک رسول کریمؐ

بالآخر یاد رہے۔ دیوبندی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر محض جھوٹ اور افترا کے طور پر ہتک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتہام لگاتے ہیں خود ان کے متعلق یہ فتویٰ موجود ہے۔ "دیوبندی کہ دین سے خارج ہیں۔ ان سے اور سائل سے کیا نسبت ... اور دیوبندی کہ خود حضور پر نور محمد رسول اللہ صلعم کی شان اقدس میں گستاخ ہیں۔ انکی تم پر فتویٰ کبھی جانچو"

"دیوبندی عقیدے والوں کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین کتنے برسوں سے شائع ہے کہ وہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔ اور خارج بھی ایسے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ کہ جو انکے کفر میں شک کرے۔ وہ خود کافر ہے۔ ... کیا دیوبندیوں کے ماتھے سے ان گالیوں کا داغ مٹ سکتا ہے۔ جو انہوں نے مونہہ بھر کر اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کو دی ہیں"

"دیکھو دیوبندیت کالی بلا ہے۔ کفری بن کا بھینسا ہے۔ بھینسے کی دم پکڑے پار نہ ہو گے۔ آگے تم جانو تمہارا کام" (دقایہ اہل السنت عن مکر دیوبند والفتنہ۔ مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ)

تاریخ اسلام

غزوۂ حنین

ہوازن وثقیف کی فتنہ انگیزیاں

اسلامی فتوحات نے اہل عرب کو بے حد پریشان کر رکھا تھا۔ اور مسلمانوں کی شبانہ روز ترقی کو دیکھ کر وہ سخت پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ قبائل ہوازن و ثقیف خصوصیت کے ساتھ بہت پریشان تھے۔ کیونکہ یہ دو نہایت جنگجو اور طاقت ور ہونے کے باعث خاص اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ اور انہیں یہ خدشہ تھا۔ کہ اسلام کی فتح ان کی ریاست وقیادت کے لئے پیغام موت ثابت ہوگی۔ اس وجہ سے وہ چاہتے تھے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ مسلمانوں کو پیس ڈالا جائے۔ اسی غرض سے فتح مکہ سے قبل ہوازن کے رؤساء نے قریباً تمام عرب کا دورہ کر کے تمام قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جمع کرنے کی کوشش کی۔ فتح مکہ نے جلتی آگ پر تیل کا کام دیا۔ جس سے ان کی آتش حسد وغضب انتہائی درجہ پر پہنچ گئی۔ اور انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اسلام کا خاتمہ کر دیا جائے۔

کفار کی پیش قدمی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے روانگی کا عزم کیا۔ تو ابھی کوہانہ بنا کر ان لوگوں نے لشکر کی فراہمی شروع کر دی۔ اور مشہور یہ کر دیا۔ کہ مسلمان ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اسی آڑ میں مکہ پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اس قدر جوش وخروش کے ساتھ مکہ پر حملہ کے لئے بڑھے کہ اہل وعیال اور مستورات کو بھی ساتھ لے آئے تا غیرت کی وجہ سے کوئی شخص پیچھے ہٹنے کا خیال نہ کر سکے۔

مسلمانوں کی تیاریاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صورت حالات پوشیدہ نہ رہ سکتی تھی۔ چنانچہ آپ نے جاسوس روانہ کیا جس نے کفار کی فوج میں رہ کر تمام حالات بیان کئے۔ اور واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ نے تیاری کا حکم دیا۔ لیکن رسد اور سامان جنگ کے لئے روپیہ نہ تھا۔ اس لئے حضور نے عبد اللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم قرض لئے صفوان بن امیہ رئیس مکہ سے جو تا حال مسلمان نہ ہوا تھا۔ اسلحہ جنگ مستعار لئے اور شوال ۸ھ مطابق فروری ۶۳۰ء میں بارہ ہزار مسلمان نہایت شان وشوکت کے ساتھ حنین کی طرف بڑھے۔

مسلمانوں کا عجب

اس سے قبل مسلمانوں کی فوج اس قدر تعداد میں کبھی جمع نہ ہو سکی تھی۔ اس کثرت پر خود مسلمانوں میں سے بعض ناز کرنے لگے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم۔ اور یہ عجب بالآخر خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ثابت ہوا۔

مسلمانوں میں انتشار کے اسباب

کفار چونکہ پہلے سے میدان میں پہنچے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اپنے لئے عمدہ اور محفوظ مقام اور کمینگاہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو نشیب میں خیمہ زن ہونا پڑا۔ پھر ابھی طرح اجالا ہونے سے قبل ہی وہ آگے بڑھے۔ مقدمۃ الجیش کے کمانڈر حضرت خالد تھے۔ اور ان کے ماتحت عام طور پر وہ نوجوان تھے۔ جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے۔ وہ جوانی کے نشہ میں اس قدر سرشار تھے۔ کہ میدان میں پوری طرح مسلح ہو کر بھی نہ آئے۔ ان کا آگے بڑھنا تھا۔ کہ ہوازن کے تیر اندازوں نے جو اس فن کے خاص ماہر تھے۔ اور جن کا نشانہ خطا نہ جاتا تھا۔ کمینگاہوں سے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ ادھر نشیب میں ہونے کی وجہ سے بھی اسلامی فوج قدم جما کر لڑ نہ سکتی تھی۔ اور پھر اکثر لڑنے والے بھی نو مسلم تھے۔ اس لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے علاوہ اسلامی فوج میں دو ہزار طلقاء یعنی غیر مسلم بھی تھے۔ وہ بھی ٹھہر نہ سکے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسلامی فوج میں سخت انتشار پیدا ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

حتیٰ کہ ایسا وقت آگیا۔ جبکہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے میدان میں رہ گئے۔ ایسی سخت خطرہ کی حالت میں بھی آپ کے پائے استقلال میں ذرا لغزش نہیں آئی۔ اور بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے اور نہایت پر جلال لہجہ میں انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب سناتے رہے۔

کفار کی شکست

مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس کو حکم دیا۔ کہ مہاجرین وانصار کو آواز دو۔ حضرت عباس جہیر الصوت تھے۔ اور بلند آواز میں آپ نے یا معشر الانصار اور یا اصحاب الشجرہ کی آواز بلند کی۔ اس کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ مسلمان یکدفعہ پلٹے اور تیزی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھاگے۔ گھمسان کی وجہ سے بعض کے گھوڑے جب نہ مڑتے۔ تو وہ گھوڑوں سے کود کر پیدل دوڑ پڑے۔ اور دوبارہ اکٹھے ہو کر مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا۔ کہ کفار سنبھل نہ سکے۔ اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اور کچھ گرفتار ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن

اسیران جنگ میں حضور علیہ السلام کی رضاعی بہن شیما بھی تھیں۔ وہ جب آپ کے پاس لائی گئیں۔ تو فرط محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اپنی چادر بچھا کر انہیں بٹھایا۔ اور پھر ان کی خواہش کے مطابق اونٹ اور بکریاں دے کر عزت و احترام کے ساتھ ان کے وطن میں پہونچا دیا۔

شکست کے بعد سنبھالا

شکست کھانے کے بعد کفار نے اوطاس کے مقام پر پھر لشکر فراہم کیا۔ جس کے مقابلہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر سی فوج ابو عامر اشعری کی کمان میں بھیجی۔ جس نے نہایت آسانی سے کفار کو منتشر کر دیا۔

طائف کا محاصرہ

حنین کی شکست خوردہ فوج طائف میں جا کر پناہ گزیں ہو گئی تھی۔ طائف کا قلعہ بہت مضبوط تھا۔ کفار نے سال بھر کے لئے اس میں سامان رسد جمع کر رکھا تھا۔ اور قلعہ کی مضبوطی کے بھی بہت سے انتظامات کئے تھے۔ چونکہ ان کی طرف سے کسی نہ کسی وقت فتنہ انگیزی کا خطرہ تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود لشکر کے ساتھ طائف کی طرف بڑھے۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو بیس دن جاری رہا۔ آخر آپ نے اس امر کے اطمینان کے بعد کہ ان کی طرف سے زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں۔ محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دیا۔

مال غنیمت

محاصرہ کے بعد آپ جعرانہ کے مقام پر تشریف لائے۔ جہاں آپ کے حکم کے ماتحت غنیمت کا مال جمع کیا گیا۔ اور جس میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ جسے آپ نے وہیں تقسیم کر دیا۔

مکہ کے نومسلموں پر نوازشات

مکہ کے رؤساء چونکہ اسلام میں حدیث العہد تھے۔ اور ان کے قلوب نور ایمان سے پوری طرح منور نہ تھے۔ اس لئے تالیف قلوب کے طور پر آپ نے ان لوگوں کو فیاضی کے ساتھ اموال تقسیم کئے۔ اس پر بعض انصار نے چہ مگوئیاں شروع کیں۔ کہ ہماری تلواروں سے ابھی تک کفار کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ لیکن انعامات قریش کو مل رہے ہیں۔

انصار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان باتوں کا علم ہوا۔ تو آپ سخت کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور ایک چرمی خیمہ نصب کرایا۔ جس میں سب لوگ جمع کئے گئے۔ آپ نے انصار سے دریافت کیا۔ کہ کیا تم نے ایسا کہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا بعض نوخیز لونڈوں نے ایسا کہا ہے کسی سربر آوردہ شخص نے ہرگز نہیں کہا۔ آپ نے اس

میرپور کے مجروحین کے متعلق

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے طبی وفد کی رپورٹ

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا طبی وفد جس کے انچارج جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس تھے ۱۴ جنوری کو پریذیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے ضروری ہدایات لے کر شام کی ۷ بجے جہلم پہنچا۔ وہاں سے دوسرے دن بعد دوپہر میرپور کی طرف روانہ ہوا۔ کسٹم ہوس پر کسٹم والوں نے سرسری تحقیقات کی۔ اس کے بعد پولیس والوں نے ہم سے بعض سوالات کئے۔ راستہ میں تمام لکڑی کے پلوں پر فوج کا پہرہ تھا۔ اور ہر جگہ پڑتال کی جاتی تھی۔ شام کے نو بجے ہم شہر میرپور میں داخل ہوئے۔ جہاں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ تھا۔ ہمیں چھڑیاں جمع کروانے کے لئے تھانہ میں جانا پڑا۔ جہاں رپورٹ کرنے کے بعد ہم شہر میں داخل ہوگئے۔

مجروحین کا معائنہ

رات کو ایک قصبہ برماٹا میں قیام کیا۔ اور پھر فساد کے موقع پر جا کر طبی عملہ نے بعض ان مجروحین کو دیکھا۔ جو ہسپتال میں جانا نہ چاہتے تھے۔ شہر میں چار دن سے احراریوں کے طبی وفد کی انتظار تھی۔ مگر وہ مایوس ہو چکے تھے۔ کیونکہ وہ وقت پر نہ پہنچے۔ ان بیچاروں کو مقامی لیڈروں نے یہ طفل تسلی دے رکھی تھی۔ کہ ڈاکٹر جہلم آگیا ہے مگر ادویہ وغیرہ سامان پر چونکہ کسٹم والے .. روپیہ مانگتے ہیں۔ اس لئے التوا ہو رہی ہے۔

انسپکٹر جنرل پولیس سے ملاقات

دوسرے دن امیر وفد پہلے وزیر وزارت سردار محمد اکرم خان صاحب سے ملے۔ جو انہیں مسٹر لاتھر انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس لے گئے۔ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی اور وہ وفد کی آمد کی غرض اور موجودہ شورش کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ صاحب بہادر نے دوران گفتگو میں کہا۔ میں اس علاقہ کے مسلمانوں سے تنگ آگیا ہوں۔ مجھے چھ دفعہ جموں سے یہاں آنا پڑا ہے۔ اب میں بغیر مالیہ لئے واپس نہ جاؤں گا۔ اور میں اس کے لئے انتہائی تدابیر اختیار کرنے پر آمادہ ہوں۔

افسران بالا کو کس طرح مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے

دوران گفتگو میں میرپور سول ہسپتال کا اسسٹنٹ سرجن ایک ہندو کو ساتھ لیکر آیا۔ جس کے متعلق کہا گیا۔ کہ اسے چھ مسلمان گشتی والوں نے گھاٹ پر مارا۔ اور اس کی پسلی کی ہڈی توڑ دی ہے۔ جب اس سے مسٹر لاتھر نے پوچھا۔ کہ تم کو کیوں پیٹا گیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ تاش کھیلتے ہوئے تنازعہ ہوگیا تھا۔ مگر کپتان پولیس رتن سنگھ نے اس کے جواب کا انگریزی میں یہ ترجمہ کیا۔ کہ اسے اس لئے مارا گیا ہے۔ کہ یہ ہندو ہے اور یہ بھی کہا۔ کہ اس قسم کی اور اطلاعات بھی آ رہی ہیں۔ جن سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کو محض ہندو ہونے کی وجہ سے مار رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہندو افسران پولیس ہر معمولی یا عام تنازعہ کو ہندو مسلم سوال بنا کر افسران بالا کو مسلمانوں سے بدظن کرنے میں مصروف ہیں۔

سول ہسپتال میں مجروحین کا معائنہ

انسپکٹر جنرل پولیس سے ملاقات کے بعد جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ریاستی اسسٹنٹ سرجن کو ساتھ لے کر سول ہسپتال میں مجروحین کے ملاحظہ کے لئے گئے۔ وہاں صرف ایک مجروح مسمی نظام الدین ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرا رہا تھا۔ صرف ایک گولی بک شاٹ کا زخم دائیں بازو پر ہے۔ گولی باہر نہیں نکلی۔ کیونکہ ڈاکٹر نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ دوسرا زخم اس کے ماتھے پر ہے جہاں گولی کے داخل ہونے اور نکل جانے کے دونوں زخم موجود ہیں۔ مگر زخم کی حالت قابل رحم تھی۔ تمام زخم میں پیپ پڑی ہوئی تھی۔ اور مجروح کو تیز بخار بھی تھا۔ امید نہیں۔ کہ وہ اس حالت میں جانبر ہو سکے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ وہ مجروح بھی وہاں سے چلا آیا ہے۔

دو مجروح مسمی فضل داد اور ابراہیم ہسپتال آوٹ ڈور میں علاج کرا رہے تھے۔ فضل داد کے بازو میں گولی کا زخم ہے۔ اور گولی اندر رہ گئی ہے۔ ابراہیم کے نچلے جبڑے پر گولی لگی تھی۔ جسے ڈاکٹر نے اپریشن کر کے نکال دیا ہے۔ اس کے زخم کی حالت تسلی بخش تھی۔

بعد دوپہر ڈاکٹر صاحب پھر ہسپتال گئے۔ تا جیل کا معائنہ کیا جائے جس کے لئے پہلے سے وقت مقرر کر لیا گیا تھا مگر اسسٹنٹ سرجن صاحب۔ ایک شخص ڈاکٹر عبد القوی صاحب سے گفتگو میں مشغول تھے۔ جن کے متعلق بتایا گیا۔ کہ احراریوں کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اسسٹنٹ سرجن صاحب ان سے الگ ہو کر جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب سے گفتگو کرنے لگے لیکن ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے۔ کہ ایک سب انسپکٹر پولیس آئے۔ اور کہا۔ کہ ڈاکٹروں کو انسپکٹر جنرل بلاتے ہیں۔

انسپکٹر جنرل سے دوسری ملاقات

ہم سب صاحب بہادر کے بنگلہ پر گئے۔ اور پہلے ڈاکٹر عبد القوی صاحب کو بلایا گیا۔ انہوں نے چند منٹ صاحب کے ساتھ بات کی۔ جب وہ اندر مشغول تھے۔ تو ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب نے کہا کہ ہم تو صاحب موصوف سے صبح کو مل چکے ہیں ہم واپس جاتے ہیں۔ یہ سن کر ڈاکٹر عبد القوی صاحب کے ایک ساتھی جو شاید کمپونڈر تھے یا۔ ایم۔ پی۔ ایل خوف کے مارے کانپنے لگے اور نہایت لجاجت سے کہا۔ ڈاکٹر صاحب ذرا ٹھہر جائیں۔ ہم سب اکٹھے چلیں گے۔ اس بیچارے کو خوف زدہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب ٹھہر گئے۔ اتنے میں ڈاکٹر عبد القوی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو اندر بلایا۔ جب ڈاکٹر صاحب اندر گئے۔ تو مسٹر لاتھر نے ڈاکٹر عبد القوی صاحب سے کہا۔ آپ کب واپس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ مسٹر لاتھر نے کہا اچھا جلدی تشریف لے جائیں۔ اور کپتان پولیس کو کہا۔ خبردار ان کو ابھی حدود سے باہر پہنچا آؤ۔ ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب کو بھی کہا گیا۔ کہ آپ کو شہر میں جانے کی اجازت نہیں۔ صرف ہسپتال میں جانے کی اجازت ہے۔ مگر بعد میں عام اجازت مل گئی۔ اس کے بعد پھر ڈاکٹر صاحب زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے گئے۔ اور اپنی نگرانی میں ان کا ڈریسنگ کرایا۔

دوسرے دن صبح پھر مجروحین کے علاج معالجہ میں ڈاکٹر صاحب نے حصہ لیا۔ ڈاکٹر صاحب کو ضروری مشورے دیئے۔ اور مجروحین کو تسلی دی۔

مسٹر لاتھر کی پریشانی

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے پھر مسٹر لاتھر سے ملاقات کی۔ اور کہا۔ جن زخمیوں کا علاج ہو رہا ہے۔ ان کے متعلق مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ اس لئے میرے یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر لاتھر نے کہا۔ یہاں تو ماہر امراض عصبی کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ مجنون ہوں گے۔ ان کو کچھ برومائیڈ دیئے جائیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ بیچارے مسلمان بالکل بے بس اور بیکس ہیں۔ اور جائز طور پر واویلا کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہندو افسروں نے مسلمانوں کے متعلق جھوٹی رپورٹیں دے دیکر مسٹر لاتھر کو پریشان کر رکھا ہے۔

جہلم میں زخمیوں کا معائنہ

شام کے ۴ بجے وفد واپس جہلم آگیا۔ اور ۱۸ جنوری کی صبح کو سول ہسپتال جہلم میں ڈاکٹر صاحب نے مجروحین میرپور کو جو یہاں انڈر علاج ہیں۔ دیکھا۔ اور ان کے علاج وغیرہ کے متعلق اطمینان حاصل کیا۔

جہلم کے ہسپتال میں سات مجروحین زیر علاج ہیں۔ ان سب کو بک شاٹ کے زخم ہیں عموماً ٹانگ بازو اور سر پر زخم لگے ہیں۔ ایک مجروح کو سینے میں گولی لگی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا۔ کہ اس کے پھیپھڑے میں گولی چلی گئی ہے۔ اس کی حالت تشویشناک تھی۔ ایک مجروح کو ڈسچارج کرا دیا گیا۔ کیونکہ اس کا کنبہ سخت تکلیف میں تھا۔ گولیاں عموماً جسم کے اندر رہ گئی ہیں چند ایک گولیاں سول سرجن نے نکالی بھی ہیں احراریوں کے بھیجے ہوئے ڈاکٹر نے جہلم میں آکر بھی مجروحین کی خبر لینے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ حالانکہ جہلم میں ان پر کوئی پابندی نہ تھی۔

(نامہ نگار)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے تین جوابوں پر تنقید

ایک غیر احمدی شیخ قاسم علی صاحب اوورسیر نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے تین سوال کئے ہیں جو بعینہٖ مع جوابات اہلحدیث ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء سے ہم نقل کرتے ہیں۔ جوابات کی سخافت اتنی واضح ہے۔ کہ اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بغرض تشریح مختصر تنقید بھی درج ہے۔

سوال

"مسلمانوں کا عام عقیدہ ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور واپس تشریف لادیں گے برائے رفع شبہ سوالات ذیل کا جواب مطلوب ہے۔ اوّل مخالفین نے سب نبیوں کو تکلیف دی درپئے قتل ہوگئے لیکن آسمان پر کوئی نہ اٹھایا گیا۔ مسیح کے لئے ضرورت رفع کیا تھی۔ دوم۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ حدیث۔ لا نبی بعدی۔ اس حدیث اور آیت نے کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی نفی کردی۔ اس لئے عہد رسالت محمدیہ میں حضرت مسیح کا نزول جسمانی ممتنع اور محال ہے۔ رہا یہ خیال کہ ابن مریم بحیثیت امامت نازل ہوں گے سنو یہ گمان بھی دو وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱) یہ کہ کوئی نبی اپنے منصب نبوت سے معزول اور معطل نہیں ہوسکتا۔ (۲) یہ کہ اس خاص زمانہ میں امامت مہدی کے لئے مقرر ہے۔ لہٰذا ابن مریم جو اسرائیلی نبی ہیں امت محمدیہ کی ظاہری امامت کے مستحق نہیں ہوسکتے۔"

جواب

"پہلے نبیوں کو دوبارہ بھیجنا منظور خدا نہ تھا حضرت مسیح کو دوبارہ بھیجنا تھا۔ تاکہ ان کے ہاتھ سے اشاعت اسلام ہو پچھلی مسلسل زندگی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ حضرت مسیح دوبارہ آکر نبوت سے معزول نہ ہوں گے۔ بلکہ بحال رہیں گے۔ ان کا کام قرآن کی تبلیغ بتفہیم الٰہی ہوگا۔ جیسے حضرت ہارون کی تھی۔ اس پر کیا سوال۔ نبوت سے معزول کیسے ہوئے۔ انبیاء کی جماعت اللہ کے نزدیک سب ایک ہے۔ تلک امۃ قد خلت"

جواب پر تنقید

سوال رفع جسمانی کی ضرورت کا ہے۔ آپ بجائے دلیل کے پھر دعویٰ ہی پیش کر رہے ہیں جو مصادرہ علی المطلوب ہے۔ اشاعت اسلام کروانے کے لئے زمین پر رکھنا مناسب تھا یا آسمان پر۔ پھر بھلا جس نے اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کی وہ اشاعت اسلام کیا کریں گے مسیح تبھی نبی ہوں گے۔ تو پھر ہم سے ختم نبوت پر کیوں الجھا کرتے ہیں۔ اہلحدیثو! سن لو قرآن کے ہوتے ہوئے مسیح نبی اللہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ ضرورت الیوم اکملت لکم دینکم کے خلاف نہیں۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنا کہ نبی کے لئے کتاب جدید لانا ضروری نہیں بلکہ تبلیغ قرآن بتفہیم الٰہی کے لئے بھی نبی آسکتا ہے۔ حضرت ہارون بھی بغیر کتاب تھے۔ مولوی صاحب نے مسیح کو انبیاء کی جماعت میں شامل کرنے کے لئے آیت تلک امۃ قد خلت چسپاں کی ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح بھی جملہ نبیوں کی طرح فوت ہوگئے۔

دوسرا سوال

"وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ کہ کوئی غیر آدمی مسیح کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ جس کو دار پر کھینچا گیا۔ اور اس اثناء میں مسیح آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اس کے متعلق سوالات ذیل کا جواب مطلوب ہے۔ اوّل۔ رفع آسمانی کی عینی شہادت کیا ہے دوم۔ اس بات کا نقلی ثبوت کیا ہے کہ مسیح کی جگہ کوئی اور مصلوب ہوا۔ ایک کافر مردود روح اللہ کی شبیہ کیسے بن سکتا ہے اگر ہو تو اس نے ہیرودیس اور پیلاطوس کے حضور کیوں عذر نہ کیا۔ کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں۔ کیا اس کا دل زبان۔ حواس۔ سب تبدیل ہوگئے تھے۔ سوم۔ کیا فرضی مصلوب آسمان سے بحکم خدا نازل ہوا تھا۔ یا اسی مجمع میں کوئی تھا تو اس کا نام کیا تھا۔"

جواب

"قائلین وفات مسیح اس آیت کی جو تفسیر کرتے ہیں میرے نزدیک وہ بھی قابل ترک نہیں لکن شبہ لہم المسیح بالموتی الا انہ لم یمت (علی الصلیب) رفع کا عینی گواہ خود قائل قرآن اور فاعل مختار ہے۔"

جواب پر تنقید

"بھی" کے لانے کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ حیات مسیح والوں کی تفسیر بھی درست ہے تو مندرجہ بالا سوالات کا جواب دیں۔ اگر یہ مطلب ہے۔ کہ وفات مسیح کے قائلین کی تفسیر ہی درست ہے تو "بھی" کا کیا مطلب۔ نیز اس قدر اخفاء حق کی کیا ضرورت ہے؟ صاف کیوں نہیں اقرار کرتے۔ رفع مسیح تو مسلّم فریقین ہے۔ سوال تو اس انوکھی نوعیت پر ہے۔ جو کسی دوسرے مرفوع نبی کے لئے تسلیم نہیں کی گئی۔ کیا قائل قرآن جسمانی رفع کا گواہ ہے؟ ہرگز نہیں پس یہ جواب درست نہیں۔ نیز قائلین وفات مسیح کی تفسیر دوسروں کے بالکل خلاف ہے دونوں کس طرح درست ہوسکتی ہیں۔؟

تیسرا سوال

"وما جعلناہم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (سورۂ انبیاء) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح وفات پاگئے اگر آسمان پر زندہ ہیں تو کھانا کھانے کا اور ادائیگی زکوٰۃ کا ثبوت کیا ہے یا مسیح کے لئے استثناء کیا ہے۔"

جواب

"جسداً مفعول ثانی ہے جعل کا۔ مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ حالت جعل میں انبیاء کرام کے جسم ایسے نہ تھے جو کھانا نہ کھائیں یہ حالت دائمہ نہیں۔ دائمہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صیام وصال نہ رکھتے۔"

جواب پر تنقید

کھانا نہ کھانے کا استثناء قرآن پاک سے دکھانا چاہئیے۔ صوم وصال کجا اور ۲ ہزار سالہ روزہ کجا! کچھ تو دیانتداری سے کام لینا چاہئیے۔ فقرہ "حالت جعل میں انبیاء کرام کے جسم ایسے نہ تھے جو کھانا نہ کھائیں" میں کیسا صریح دھوکہ ہے۔ بھلا بتلائیے تو وہ حالت جعل کب تک رہی تھی۔ جب جعل کا مفعول ثانی ہے۔ تو کیا اس سے دوام ٹوٹ جاتا ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں نے علوم آلیہ کو بجائے اسلام کی خدمت کا ذریعہ بنانے کے مخلوق کو گمراہ کرنے کا آلہ تیار کیا ہے مطلب آیت واضح ہے۔ کہ جب تک نبی جسد کے ساتھ موجود ہے وہ کھانے کا محتاج ہے اور جب فوت ہوجاوے تو جسمانی کھانے کا محتاج نہیں۔ پس یا تو مانو کہ مسیح کھانا کھاتا ہے حالانکہ یہ کھانا یاکلان الطعام کے خلاف ہے یا مانو کہ مسیح دیگر نبیوں کی طرح فوت ہوگیا یہ تمہاری خواہش کے خلاف ہے۔ کیا قرآن کو اپنی خواہش پر قربان کرتے ہو؟ اس جعل کی مثال میں اسی سورۃ میں دوسری جگہ آتا ہے:۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد۔ (الانبیاء ع ۳) کیا یہ حالت دائمہ ہے یا بعض حالتوں میں بعض نبیوں یا دوسرے انسانوں کو الخلد دیا گیا ہے؟

بینوا توجروا

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری

از حیفا۔ فلسطین

دھاریوال کے عیسائیوں کا مناظرہ سے فرار

کچھ مدت سے دھاریوال میں بعض عیسائی بازاروں میں علی الاعلان کہتے تھے۔ کہ ہم احمدیوں سے مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ۷ دسمبر کو بھی انہوں نے مناظرہ کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ اتفاقاً ایک احمدی بدرالدین صاحب ساکن فیض اللہ چک یہاں موجود تھے۔ انہوں نے اور ایک اور احمدی اللہ بخش صاحب نے جو دھاریوال میں سکونت رکھتے ہیں چیلنج قبول کر لیا۔ اور ۱۳ دسمبر کو مولوی چراغ دین صاحب مولوی فاضل سب ایڈیٹر فریقین شرائط مناظرہ طے کرنیکے لئے دھاریوال پہنچ گئے۔ چنانچہ پادری حمید صاحب نمائندہ عیسائیان دھاریوال سے بموجودگی دلیپ سنگھ مدرس مشن ہائی سکول دھاریوال اور سیٹھ گنڈا مل اور مولوی دین محمد خطیب جامع مسجد دھاریوال جن کی شرائط نامہ پر شہادتیں ثبت ہیں۔ شرائط طے کیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

مباحث چار ہونگے (۱) صداقت الوہیت مسیح ناصری (۲) صداقت مسیح موعود علیہ السلام (۳) بائبل کی تعلیم عالمگیر ہے۔ (۴) قرآن مجید کی تعلیم عالمگیر ہے۔ ہر ایک مضمون کے لئے وقت دو گھنٹہ اور مدعی کی پہلی اور آخری تقریر ہوگی۔ پہلی تقریریں پچیس پچیس منٹ کی اور باقی دس دس منٹ کی ہونگی پہلے اور تیسرے مبحث میں عیسائی مناظر اور دوسرے اور چوتھے میں احمدی مناظر مدعی ہوگا۔ بائبل عیسائی مناظر پر اور قرآن پاک احمدی مناظر پر حجت ہوگا۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت میں احمدی مناظر بائبل کو عیسائی مناظر کے سامنے اور الوہیت مسیح کی صورت میں عیسائی مناظر قرآن پاک کو احمدی مناظر کے سامنے بطور حجت پیش نہ کریگا۔ مدعی کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے دعویٰ کا ثبوت اپنی مقدس الہامی کتاب سے پیش کرے۔ گفتگو متانت و شرافت سے کی جائیگی۔ مناظرہ کے لئے جگہ کا انتظام دھاریوال کے عیسائی صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ اس کے بعد ۱۶ دسمبر کو دلیپ سنگھ مدرس مشن ہائی سکول نے ایک خط لکھا جس پر پادری حمید صاحب کے بھی دستخط موجود ہیں۔ کہ میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے تاریخ مباحثہ کے متعلق دریافت کیا ہے۔ انہوں نے ۲۹۔ ۳۰ جنوری کو موزوں خیال کیا ہے۔ ہماری طرف سے یہ تاریخیں منظور کر لی گئیں۔ بعد ازیں ۱۵ جنوری کو امام صاحب مسجد کی طرف سے ناظر صاحب تبلیغ کو ایک خط ملا۔ کہ عیسائی صاحبان مناظرہ کے متعلق مزید گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے خاکسار ۱۷ جنوری کو دھاریوال گیا۔ اور پادری حمید اور ڈاکٹر سکاٹ سے ملا۔ ڈاکٹر سکاٹ نے پادری حمید اور امام مسجد اور بعض اور دوستوں کی موجودگی میں مباحثہ سے صریح انکار کر دیا۔ اور اس کی تین وجوہات بیان کیں

(۱) یہاں ہندو مسلمانوں کے درمیان فساد ہے۔ اس لئے مناظرہ سے رنجش اور زیادہ ہو جائیگی (۲) مناظرات سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (۳) اگر مناظرہ ضرور ہی کرنا ہے تو ملتوی کر دیا جائے۔ میں نے کہا۔ مناظرہ ہندو مسلمانوں کے درمیان نہیں۔ بلکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہے۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ بہت محبت اور پیار سے گفتگو ہوگی۔ اس لئے کسی رنجش کا خطرہ نہیں۔ اور اگر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جن جن پادریوں نے آجتک مناظرات کئے ہیں۔ انہوں نے لغو اور بے فائدہ کام کیا۔ اگر لیکچر کی فائدہ ہوتا ہے۔ تو یقیناً مناظرہ سے بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسپر جواب دیا گیا۔ کہ مناظر میں حاضرین اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ میں نے کہا۔ یہ مناظرہ کا قصور تصور کیا جائیگا کہ وہ لوگوں کو اچھی طرح سمجھاتا نہیں۔ ورنہ اگر لوگ واقعی طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ تو پھر لیکچر بھی نہیں کرنا چاہئیے۔ تیسری بات کے متعلق یہ عرض ہے۔ کہ آپ کب تک اسے ملتوی چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے جب تک ملک کی حالت درست نہ ہو جائیگی۔ میں نے کہا۔ پھر تو آپکو اسوقت تک تبلیغ بھی بند کر دینی چاہیئے۔ یہ تو مناظرہ سے فرار کرنا ہے۔ آپ نے جب شرائط طے کی تھیں تو اب آپکو مناظرہ کرنا ہوگا۔ آخر انہوں نے صاف کہدیا کہ ہم مناظرہ نہیں کرینگے۔ ہمنے کہا۔ اچھا آپ ہمیں تحریر دیں۔ کہ آپ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔ کہنے لگے۔ کہ تحریر تو ہم کبھی نہ دیں گے۔

غرض اسطرح انہوں نے باوجود ہماری بار بار اصرار کے تحریر نہ دی۔ اور علانیہ مناظرہ سے فرار اختیار کر لیا۔ آخر میں ہم تمام مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بذریعہ اعلان ہذا بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ہم مندرجہ بالا شرائط کے مطابق ہر عیسائی سے مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ ہمیں لوگوں پر اظہار حق مقصود ہے۔ اس لئے ہم یہ شرط نہیں لگاتے۔ کہ جناب فلاں پادری ہمارے مقابلہ میں نہ آئے۔ ہم مناظرہ نہیں کرینگے۔ پس اگر کسی پادری میں ہمت ہو۔ تو مرد میدان بنکر مقابلہ میں آئے؛ خاکسار جلال الدین شمس احمدی

(اشتہار)

طحال یا تلی کی مرض کے واسطے بہترین ادویہ

استعمال کرنیوالونکی رائیں

پنڈت جی صاحب السلام علیکم۔ آپکی نہایت مجرب دوائی طحال ۱ میں سے بہت طحال کے مایوس الحال بیماروں کو مفت دیکر آزمائی۔ ملیریا کے سبب سے بہت بڑے بڑے طحال چند دنوں کے عرصہ میں بالکل نیست و نابود ہوگئے ہیں خداوند کریم آپ کو اس دوائی کی ایجاد کے صلہ میں بہت بہت برکت دیوے اور آپ کا نام اور زیادہ روشن ہوئے۔ دراصل آپکی دوائی کے بدلہ اچھے نام مجھے ملنے لگے ہیں۔ خداوند کریم آپکو سلامت رکھے آج کے دن آپکے نام پر بذریعہ منی آرڈر مبلغ للعہ روپیہ روانہ کردیا ہے جس وقت روپیہ مذکورہ دستیاب ہو دیں فوراً مہربانی کرکے دوائی دافع طحال بذریعہ پارسل روانہ فرمادیں۔ آپ کا خدمتگذار صوفی محمد نصیرالدین، اوورسیئر۔ بھانگ۔ ربڑ کمپنی۔ لمیٹڈ ربڑ بھانگ ٭

جناب من تسلیم! دوائی طحال ۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۳۱ کو میں نے آپ کے کارخانہ سے منگائی۔ ازحد مفید ثابت ہوئی۔ دوائی کی گولیاں ہر روز کھانے سے آہستہ آہستہ طحال کم ہونے لگی۔ جب گولیاں ختم ہو گئیں ایک تھوڑے دن بعد طحال بالکل جاتی رہی دعا کرتا ہوں کہ ایشور آپکے دست شفا میں اور برکت دے ٭
گھنڈی رام منیجر کارخانہ حویلی لکھا ضلع منٹگمری۔ جناب مہربان پنڈت صاحب۔ پیشتر آپکی تلی کی دوا نمبر ۲ منگوائی تھی۔ جس سے مریض کو بہت فائدہ ہوا۔ کہاں تک تعریف کریں۔ ہم اور کچھ نہیں سمجھتے صرف یہی کہتے ہیں کہ آپ کل جگ میں دھنونتری جی کا اوتار ہیں۔ برائے مہربانی دو، طحال چار مریض کے واسطے بذریعہ وی پی روانہ کردیں۔ ایک شیشی امرت دہارا کی بھی روانہ کریں ٭ شنکر لعل مہری لعل مہاجن اگروال ٭
بھگوت گڑھ۔ ریاست شاہی جے پور نظامت سوائی مادھو پور۔ پریہ ور مہاشہ منیجر صاحب نمستے پیشتر دوائی تلی نمبر ۱ آپ سے منگوائی تھی۔ اس دوائی نے ایک بیمار عورت جو کہ عرصہ پندرہ ۱۵ سال سے مبتلا تھی، آپ کی دوائی نے جادو کا اثر کیا۔ پرماتما آپ کے دوائی خانہ کو زیادہ ترقی دے۔ اور سرپرست قائم رکھے۔ اب چند ایک مریضوں نے مجھے پھر وہی دوائی منگوانے کے لئے مجبور کیا ہے اس لئے برائے مہربانی نمبر ۲ دوائی کی بذریعہ وی۔ پی ارسال فرماویں سجے۔ ڈی۔ بونر فارسٹ ریجر معرفت لالہ سندر لعل جی پوسٹ بھانیڈ راہی راجپوت (انڈیا) ٭

تلی

جسم انسانی کے اندر بائیں پسلی کے نیچے ایک نہایت ضروری عضو ہے۔ اچھی بھوک کا لگنا۔ اچھے خون کا پیدا ہونا۔ رنگ کا خوبصورت ہونا۔ پھرتی و طاقت کا جسم میں موجود ہونا۔ تلی و چند دیگر اعضا پر منحصر ہے۔ جب لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو تلی ہوگئی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ تلی بڑھ گئی ہے اور اپنا کام سرانجام نہیں دیتی ہے۔ تلی اکثر ملیریا بخار کے بعد بڑھتی ہے اور کبھی بخار کے ساتھ اور کبھی بخار کے بغیر مدتوں قایم رہتی ہے اور مریض کے منہ پر ہمیشہ مردنی چھائی رہتی ہے۔ اس مرض کے واسطے مندرجہ ذیل

ادویات

کارخانہ امرت دھارا میں ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ جن سے ہزاروں مریضوں نے فایدہ اٹھایا ہے۔ آپ بھی اپنے مرض کی حالت کے موافق دوائی منگوالیں۔ اگر خود بخود تجویز نہ کرسکیں۔ تو حالات لکھ کر ایک روپیہ پڑھنے کی فیس کے ساتھ بھیج دیں۔ ادویات کی سریع التاثیری کے بھروسہ پر ہر دوائی کا نمونہ بھی دیا جاتا ہے۔

دوائی طحال ۱ } جب تلی و بخار اکٹھے ہوں یا بخار کبھی کبھی ہو جاتا ہو۔ تو اس دوائی کو ۲ ماشہ ہر روز کھانا چاہیئے۔ قیمت ۴ اونس دو روپے۔ دو اونس ایک روپیہ۔

دوائی طحال ۲ } جب ہاضمہ کمزور ہو۔ بھوک کم لگتی ہو۔ تلی ساتھ ہو۔ تب اس دوائی کی ۲ گولی صبح ۲ گولی شام کھلانا چاہیئے۔ یہ گولیاں کسی بھی دوسری دوائی کے ساتھ جب ہاضمہ کو ساتھ بڑھانا ہو۔ تو وقت بعد از غذا بھی کھلائی جاسکتی ہیں۔ قیمت ۴۸ گولی دو روپے۔ نمونہ ۴ر

دوائی طحال ۳ } دیرینہ طحال نے جب بہت کمزور کردیا ہو۔ رنگ بہت سفید سا بے رونق ہو رہا ہو۔ تب اس دوائی کو دیویں۔ جو کہ مقوی جسم و باہ و ہاضمہ ہے اور خون صالح پیدا کرکے رنگ کو سرخ کرتی ہے قیمت چار روپے۔ نمونہ ایک روپیہ ٭

دوائی طحال ۴ } تلی کی جنرل دوائی ہے۔ جبکہ تھوڑی قبض ساتھ رہتی ہو۔ اس کو استعمال کریں۔ قیمت چالیس گولی دو روپے۔ نمونہ چار آنے (۴ر) ٭

دوائی طحال ۶ } تلی کیساتھ جب جگر بھی کچھ بڑھا ہوا ہو۔ چاہے ہلکا بخار ساتھ ہو یا نہ ہو تو اس دوائی کو دینا چاہیئے تلی جگر بخار کو صاف کرکے رنگ کی زردی کو دور کرتی ہے قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ

دوائی طحال ۵ } جب قبض زیادہ ساتھ رہتی ہو۔ یا تلی پرانی ہو تو اس دوائی کی ایک گولی رات کو کھلانے سے صبح کھل کر دست ہوتا ہے تلی دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اوپر کی ہر دوائی کے ساتھ بھی اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے جاری آرام ہوتا ہے قیمت ۴۰ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ دو آنے (۲ر)

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ:۔ **امرت دھارا ۹۳ لاہور**

المشتہر
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

استعمال کرنیوالونکی رائیں

شریمان ویدجی۔ نمستے! اسیوا میں نویدن ہے۔ کہ آپ کے کہنے کے مطابق میرے دوست نے جن کو اس وقت طحال کی بڑھی ہوئی بیماری تھی۔ آپ نے اکسیر ۲ کی جگہ اکسیر ۳ استعمال کرنے کے لئے بھیجی تھی۔ آپکی دوائی نے جادو کا اثر دکھایا، اور طحال کی بیماری اتنی جلدی ہٹ گئی کہ جس کا کچھ کہنا ہی نہیں ٭
نویدک۔ پیارے لعل گپت رادھا اجرا۔ پٹیالہ۔
جناب من تسلیم! اسیہرا سال ہے۔ کہ اس دوا طحال نمبر ۴ سے طحال اچھی ہوگئی تھی اس سال پھر طحال کی کچھ شکایت ہے چونکہ ایک مرتبہ اس دوا سے نفع ہوچکا ہے۔ اس لئے دوبارہ دوا منگوانے کی پھر آپکو تکلیف دی جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں اس مرتبہ بھی آپ دوا نمبر ۴ اچھی اور جلد روانہ فرماکر مشکور فرماویں گے۔ مرسلہ سید سکندر علی برانچ پوسٹ ماسٹر بیگم گنج۔ ضلع رائے بریلی ٭
جناب شرما جی نمسکار۔ عرصہ تین ماہ کا ہوا ہے کہ میں نے آپ کے ہاں سے دوائی طحال نمبر ۵ منگوائی تھی جس نے کہ اپنا اثر جادو کی طرح دکھلایا۔ دراصل میں نے اس نامراد مرض کے واسطے بہت روپیہ خرچ کیا۔ دیسی اور انگریزی دوائیوں کے وی پی بہت سے منگوائے۔ لیکن سوائے اس دوائی طحال ۵ کے اور کسی نے فایدہ نہیں کیا۔ میں آپ کا نہایت مشکور ہوں ٭
رام مل شرما۔ سب رینج افسیر بجاگ ضلع مانڈلہ
مانیہ ور بھراتا جی نمستے۔ قبل ازیں امرت دھارا دو دفعہ اور دوائی طحال آپ سے منگوائی۔ شریمان جی میرے پاس اس قدر لفظ نہیں۔ کہ آپ کی ادویات متذکرہ کی تعریف کرسکوں۔ خاصکر دوائی طحال نے تو کیمانی کام کیا ٭
سنت رام ہیڈ ماسٹر وایانوالی براستہ گکھڑ
شری ٹھاکر دت شرما وید۔ لاہور۔ پیشتر جو دوا طحال آپ نے بھیجی تھی۔ اس سے ہماری طحال کو بہت فائدہ ہوا عرصہ کئی سال کا ہوا ہے۔ کہ اب پھر طحال کی شکایت ہے۔ اس واسطے وہی گولی بھیج کر مشکور فرماویں ٭
طول سنگھ وھائی نگر۔ ضلع بردوائی تحصیل سہہ۔ پوسٹ پالی ٭

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۱۹ جنوری کو صبح کے وقت لاہور پولیس نے پراونشل ڈسٹرکٹ دسٹی کانگرس کمیٹی۔ نوجوان بھارت سبھا۔ گاندھی آشرم نیشنل کھدی سٹور وغیرہ مقامات کی تلاشی لی۔ اور سب پر قبضہ کر لیا۔ کانگرس کے ڈکٹیٹر کے علاوہ چودہ دیگر کارکنوں کو بھی گرفتار کر لیا۔

—— وائسرائے ہند نے گول میز کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ ۲۸ جنوری کو طلب کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ ۲۵ جنوری کو آپ ایک تقریر میں سب کمیٹیوں کی ہیئت ترکیبی اور دائرہ اختیارات پر جو نکتہ چینی کی گئی ہے۔

—— بلدیہ لاہور کے ایگزیکٹو افسر کی اسامی کے لئے ۱۴۴ درخواستیں آئی تھیں۔ جن میں مجسٹریٹ۔ بیرسٹر۔ وکیل وغیرہ ہر طبقہ کے لوگ تھے۔ ان میں سے آٹھ انتخاب میں آئے جن میں مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور بھی تھے۔ ۱۹ جنوری کی شام کو ایک ہنگامہ خیز اجلاس ہوا۔ مرائے شماری کی گئی۔ اور شیخ عظیم اللہ صاحب پلیڈر لاہور کثرت رائے سے اس عہدہ کے لئے منتخب ہوئے۔

—— جلسہ اور پکٹنگ میں حصہ لینے کی وجہ سے سرحد کے دس دیہات پر دو سو سے پانسو روپیہ تک جرمانہ حکومت سرحد نے کیا ہے۔

—— ماسکو سے ۱۷ جنوری کی خبر ہے کہ دو جنوری کو ایک شرابی نے ایک ریلوے ٹرین کے پہیہ میں خود کو گرا دیا جس سے گاڑی کو ٹھہرانا پڑا۔ اس کے پیچھے ایک اور گاڑی آ رہی تھی۔ جو اس سے ٹکرا گئی۔ جس سے ۶۸ آدمی ہلاک اور ۱۳۰ مجروح ہوئے۔

—— لاہور کی اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر گارڈن نوڈ گورنمنٹ ایڈووکیٹ لاہور ہائیکورٹ کے ایڈیشنل جج بنائے جانے والے ہیں۔ اور ان کی جگہ مقدمہ سازش دہلی کی ٹریبونل کے ممبر لالہ کنور سین کو دی جائیگی۔

—— سورت کی خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ پولیس نے وہاں تین آشرموں کی تلاشی لی۔ تو ان میں سے شراب کی بوتلیں۔ انڈے۔ انگریزی عطر۔ صابن۔ اور کئی ایک دیگر برطانی ساخت کی اشیاء برآمد ہوئیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک کو آزاد کرنے والوں کے اپنے مشاغل کی نوعیت کیا ہے۔

—— امریکہ دریائے مسیسپی میں اس قدر ہولناک طغیانی کی خبر آئی ہے۔ کہ جس سے تیس ہزار نفوس بے خانماں ہو گئے ہیں۔

—— نواکھالی سے ۱۹ جنوری کی خبر ہے۔ کہ کل چھ نوجوان جو ریوالوروں سے مسلح تھے۔ ایک چلتی گاڑی میں گھس گئے۔ اور گارڈ کو ڈرا کر ڈاک میں سے بہت سے نیمے نکال کر بھاگ گئے۔

—— ۱۸ نومبر کو دو بنگالی لڑکیاں مسٹر سٹیونز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کومیلا کے قتل کے الزام میں سپیشل ٹریبونل کے پیش کی گئیں۔ انہیں عدالت میں کرسیاں دی گئیں دونوں نے صحت جرم سے انکار کر دیا۔ عین اس وقت جب مقدمہ پیش تھا۔ دو بنگالی نوجوان عدالت کے باہر ٹہل رہے تھے جنہیں مشتبہ نقل و حرکت کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔

—— مسٹر ظہور احمد صاحب نے مجالس وضع قوانین کے ارکان کے نام ایک مکتوب کے ذریعہ فرنچائز کمیٹی کی اہمیت کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اور بحث و تمحیص کے بعد ضروری تجاویز فرنچائز کمیٹی کے سامنے بطور محضر نامہ پیش کرنے کے لئے انہیں ۳۱ جنوری الہ آباد میں جمع ہونے کی دعوت دی ہے۔

—— ینگ مینز ایسوسی ایشن جموں نے اپنے نمائندے چوہدری غلام عباس خاں بی۔ اے ایل۔ ایل بی کی وساطت سے ایک جامع دستاویز مڈلٹن کمیشن کے سامنے پیش کی ہے۔ جو حیرت انگیز واقعات اعداد و شمار سے مملو ہے اس میں گذشتہ نومبر کے فسادات کے براہ راست اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ اور دکھایا گیا ہے۔ کہ حکومت نے یہ سب کچھ اس لئے کیا۔ کہ مسلمان مرعوب ہو کر اپنے جائز مطالبات سے دست بردار ہو جائیں۔

—— مولانا شفیع داؤدی نے جو سرحد کے حالات کی تحقیقات کے لئے گئے ہیں۔ ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ حکومت کا آہنی ہاتھ بتدریج نرم ہو رہا ہے۔ اور مصالحت کی حکمت عملی نظروں کے سامنے آ رہی ہے۔

—— وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے ۱۹ جنوری کو گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی کے ارکان کے نام دعوت نامے ارسال کئے گئے ہیں۔ کہ ۲۸ جنوری کو کمیٹی کے پہلے اجلاس میں شرکت کریں۔

—— کلکتہ کے انگریزی اخبار لبرٹی سے آرڈیننس کے ماتحت بعض قابل اعتراض مضامین کی اشاعت کی وجہ سے تین ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ جو ۲۶ جنوری تک داخل کرنی ضروری ہے۔

—— مالوی جی کی تحریک پر کانگرس اور حکومت میں صلح کرانے کی تجاویز سوچنے کے لئے بمبئی کے لیڈروں کی جو کانفرنس ہوئی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ ابھی اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ بعض لیڈروں کی رائے ہے کہ اس وقت گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کو کامیاب بنایا جائے۔ گاندھی جی کی رہائی کا سوال فی الحال نہ اٹھایا جائے۔

—— بمبئی سے ۱۹ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ کل گاندھی جی کے فرزند مسٹر رامداس گاندھی کو تعلقہ باردولی کے ایک گاؤں میں گرفتار کر لیا گیا۔

—— بمبئی ۲۰ جنوری: مسٹر سین گپتا آج صبح بمبئی واپس آئے۔ پولیس نے آپ کو فتح الفور جہاز ہی پر جا کر گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا ہے۔ آپ کی گرفتاری بنگال ریگولیشن ۳ آف ۱۸۱۸ء کے ماتحت عمل میں آئی ہے۔ گرفتاری کے بعد دو گھنٹے کے اندر اندر یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ اور تمام ہندو دوکانداروں اور مارکیٹ والوں نے احتجاج کے طور پر دوکانیں بند کر دیں۔

—— لکھنؤ ۱۹ جنوری:۔ حکومت ہند نے مسٹر اور مسز ہالسٹیڈ کو ہندوستان سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ مسٹر ہالسٹیڈ ایک امریکن مشنری اور لکھنؤ کرسچین کالج کے سوشل ڈائرکٹر بھی ہیں۔ اس حکم کے نفاذ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک ایسا اعلان شائع کیا تھا جس میں کانگرس کی جنگ آزادی کو فرض قرار دیا گیا تھا۔

—— بمبئی ۲۰ جنوری نیشنل کونسل آف ویمن (انجمن خواتین ہند) کی جنرل سیکرٹری نے اعلان کیا ہے۔ کہ ملک میں بدامنی کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مزدور کانفرنس کا اجلاس فروری کی بجائے اگست یا ستمبر میں منعقد کیا جائے۔

—— پشاور ۲۰ جنوری۔ مولانا شفیع داؤدی سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس جو سرحد میں صحیح حالات معلوم کرنے کیلئے گئے تھے اپنے دورہ کے خاتمہ پر لاہور واپس تشریف لے گئے ہیں۔

—— لاہور ۲۰ جنوری۔ آج کل کی گرفتاریوں کی وجہ سے شہر میں ہندوؤں نے مکمل ہڑتال کی۔ مگر مسلمانوں کی دکانیں بدستور کھلی رہیں۔

—— ڈھاکہ۔ ۲۰ جنوری۔ گزشتہ شب ڈھاکہ پولیس کا ایک سارجنٹ باوردی عظیم پور کوارٹرز کو واپس جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں بعض نامعلوم اشخاص نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور خنجر سے سر میں زخم لگائے۔ جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ چور اس کا ریوالور بھی لے گئے۔ ہوش آنے پر اس نے فوراً لال باغ پولیس کو اطلاع دی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا